رفعت مرتضیٰ

شہروں کی صفائی

اورلینڈو_فلوریڈا

پھوپھی مبارکہ نے چمٹے سے چولہے کی راکھ کُریدی اور راکھ میں راکھ ہوتے دو چھوٹے چھوٹے کوئلے ایک کے بعد ایک حقے کی چلم پر احتیاط سے جما دیئے اور سر اُٹھا کر سامنے بنتوں کی طرف دیکھا جہاں سے سامنے اُن کے بڑے بھائی کا گھر نظر آرہا تھا جہاں اب کوئی رہتا نہیں تھا بس کبھی کبھار، رات گئے بند بنتوں کے پیچھے روشنی جلتی نظر آتی تو وہ گامے نامراد سے کہتیں کہ جا کر دیکھے کون آیا ہے . یا تو وہ ہڈحرام کا بچہ جاتا نہیں تھا یا وہاں جو کوئی بھی ہوتا وہ دروازہ کھولنا نہیں چاہتا تھا. ہربار وہ واپس آکر یہی کہتا کہ وہاں کوئی ہے ہی نہیں .

پھوپھی نے کچھ دیر حقہ گُڑگُڑانے کے بعد دُھواں مُنہ میں بھر کرآہستہ آہستہ نگل لیا. گُڑ ملے تمباکو کی خوشبو سے اُن کے آس پاس کی فضا مہک رہی تھی بھرے پیٹ کا خمار چولہے کی گرمائش اور تمباکو کا نشہ : اُن کی آنکھیں خودبخود بند ہونے لگیں. پھوپھی نے پیڑھا پیچھے کی طرف دھکیلا اور دیوار سے سر لگا لیا. حقّے کی نے ہونٹوں پر ٹکی تھی اور چہرے پر آسودگی.

تہ خانے کی سیڑھیوں پہ کھڑی ناصرہ نے آہستہ آہستہ سر اونچا کرکے ماحول کا جائزہ لیا اور اپنے حق میں سازگار پاکر جلدی سے باہر نکلی اور دبے قدموں چلتی پچھلے کمرے میں جاکر پھوپھی مبارکہ کا ، کھونٹی سے لٹکا سفید برقع گچھا کر کے اپنے دوپٹے کے نیچے کیا اور جلدی سے گلی میں اُترنے والی سیڑھیوں سے نیچے اتر گئی. باہر نکلنے سے پہلے اُس نے دوپٹے کے اندر سے برقع نکال کر پہنا اور برقعے کی ٹوپی اچھی طرح سر پر بٹھاتے ہوئے گلی میں نکل گئی. اُسے داور سے ملنا تھا. رات میں پیلے چاند کی روشنی میں اُس نے سدراں کو کھوئی میں ڈول ڈالے چپ چپ کھڑے دیکھا تھا. مسجد کے احاطے میں اُس وقت تو کوئی بندہ بشربھی جاتا نہیں مگر بات یہ تھی کہ رات میں داور کے کمرے میں اندھیرا تھا اور اُس کے نیند سے ہار جانے تک بھی کمرے میں روشنی نہیں ہوئی تھی. کہاں تھا ؟

گلی میں سامنے سے پھوپھا جانثار چلے آ رہے تھے ناصرہ کا دِل حلق میں آن اٹکا. اِس وقت یہ کہاں؟ دکان پر کیوں نہیں؟ وہ دونوں ہاتھوں سے بُرقع کس کرپکڑے آڑے ٹیڑھے پَیر مارتی جلدی سے اُن کے پاس سے گزر گئی. وہ بھی سر جھکائے نیچی نظروں سے اُسی کی طرف دیکھتے ہوئے گزر گئے. ناصرہ کی جان میں جان نہیں رہی تھی. پھوپھا کے ناوقت گھر چلے آنے سے زیادہ پریشانی کی بات اب یہ تھی کہ وہ گھر واپس کیسے جائے گی. اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ پھوپھا جانثار پھوپھی مبارکہ کی جان کو آجائیں گے. ہر دو منٹ کے بعد اُن کا بس ایک ہی سوال ہوگا ‘ مگر وہ عورت تھی کون ‘ اور گاہے گاہے بنتوں سے جھانکتے گلی میں بھی دیکھتے رہیں گے. اُس نے برقع ڈھیلا چھوڑا اور سر دائیں بائیں موڑے بغیر آس پاس دیکھا اورجھپاک سے خالہ تاج کی ڈیوڑھی پارکرتی، سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلی گئی. خالہ تاج تو نہیں البتہ ننکا کھرے کی مینڈھ پر بیٹھا برتن مانجھ رہا تھا. وہ اُس کے پاس جا کر بیٹھ گئی. ‘ کیا ہے باجی جی ‘ وہ سر اُوپر کئے بغیر بولا. ‘ دیکھ ننکے تو میرا ایک کام کر دے بیبا تو پورے دس روپے تیرے ‘ وہ اُسی طرح سر جھکائے برتن مانجھتا رہا. ‘ کام کیا ہے باجی جی ؟اور آپ ننکے سے پیسے دمڑی میں بات نہ کیا کرو ‘. ‘ تو ایسے کر کہ جا کے پھوپھی مبارکہ سے کہہ دے کہ وہ سوئی ہوئی تھیں اور مجھے اُنہیں جگانا اچھا نہیں لگا. مگر مجھے بھی اسکول کا کام کرنا تھا اِس لئے اُن کے جاگنے کا اِنتظار کئے بغیر میں شاہدہ کی طرف چلی گئی. اَب وہیں ہوں مگر شام سے پہلے پہلے ضرور واپس آجاؤں گی. اچھا ننکے نے نِگاہیں اُٹھا کر ناصرہ کی طرف دیکھا اور ایک باچھ اُوپر اٹھا کر مسکرا دیا. ‘ میرا بیبا ننکا ‘ ناصرہ نے خوشامد کی. ‘ کہہ دیاں گا کہہ دیاں گا ‘. ‘ کون ہے ننکے‘ پچھلے کمرے سے خالہ تاج کی نیند بھری آواز آئی. ‘ کوئی نئیں جے ‘ ننکے نے رسان سے

جواب دیا۔ ' نامراد اپنے میں آپ باتیں کرنے لگا ہے کیا ؟ چُپ کرکے کام کیا کر۔ منت دو بھی اُکھی نہ لگی کہ تیری بک بک شروع ہو گئی۔ بنکے نے بھفوں کے نیچے سے ناصرہ کی طرف دیکھا اورایکبار پھرمنہ ٹیڑھا کرکے فخ کی آواز نکالی اورسر ہلاکر جانے کا اشارہ کیا۔ ناصرہ نے برقع اپنے گرد لپیٹا اوردبے قدموں سیڑھیاں اُتری اور ڈیوڑھی میں کھڑے رہ کر اللہ سے وعدے کئےکہ جیسے پہلے وہ اُسے بچاتا رہاہے اگرپہلے کی طرح اب بھی اُس کے ساتھ رہے اور حفاظت کے ساتھ وہ واپس گھر پہنچ گئی تو فجر کی نماز کےلئے اُٹھنا شروع کرے گی۔دروازے کےپاس رُک کر اُس نے سر آگے نکال کر گلی میں دائیں بائیں دیکھا پھر جلدی سے باہر نکلی اور تیزتیزچلتی گلی سےنکل کر دائیں‌طرف بازار کو جاتے راستے پرمُڑگئی۔ اُسے فیروزبک اِسٹور جانا تھا جہاں اِس وقت داور اپنےباپ‌کی جگہ بیٹھتا تھا۔

داور دکان‌میں اکیلا ہی کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھا تھا۔ ناصرہ نے اندر آتے ہی برقعے کی نقاب پلٹی اور کاؤنٹر پرجھک کر داور کے منہ کے پاس منہ لا کر بولی ' مر جانے توں راتیں کدھر تھا ؟ '

داورنے جواب دینے کی بجائے برقعے کے اندر ہاتھ ڈال کر اس کا سینہ مسل دیا۔ ناصرہ کے اندر اک ہلچل اٹھی اور سر سے پیر تک اس کے اندر دیر تک دیوانہ وار دوڑتی پھری ۔ ' ہٹ کمینے ' ناصرہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنستی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔ بول‌کمینے کچھ پوچھا ہے تیرے سے ۔

کیا بولوں نیند آ رہی تھی ، جلدی سو گیا۔

در فٹے منہ پھر مجھے کیوں کہا تھا آنے کو ؟

تو کیا ہوا؟ تو بھی سو جاتی۔

اچھا مر جانے کس کو دیکھ لیا ہے تو نے ، مجھے دھوکا دیا تو تیرے بھی ٹوٹے کر دوں گی۔

تڑی دکھانے سے اچھا ہے بھیجے سے کام لے۔ پھوپھی مبارکہ پرسوں اماں سے ملنے آئی تھیں۔ اماں سے پوچھ رہی تھیں چاچے مراد کے گھر میں رات‌میں کون ہوتا ہے۔ اماں نے پوچھا کیوں پوچھتی ہیں تو بولیں رات میں بتی جلتی نظر آتی ہے۔ ایک دو بار بھیجابھی گامے کو کہ دیکھے جا کر مگر وہاں دروازے پر تالا ہی ہوتا ہے

ہائے میں مر جاں پھوپھی نے میرے سے تو کہا نہیں۔ پھر کیا بولیں وہ ؟

کچھ نہیں۔ بس ہنس کے کہنے لگیں لگتا ہے تو تمباکو میں گڑ زیادہ ڈالنے لگی‌ہے۔ مگر پھوپھی کو یہ بات لگی نہیں بس چُپ بیٹھی کچھ سوچتی رہیں۔

شہدے تو مجھے جان بوُجھ کے ڈرا رہا ہے۔

حالات اوپر نیچے ہوتے لگیں تو ہوا بھی چغل‌خور ہو جاتی ہے ناصرہ ، ایسے میں پھر تو زمین سے لگ کر چلنے کے سوا کچھ اور سوچنا بیوقوفی ہے

آج تو بڑی عقل کی باتیں کر رہا ہے۔ ہو نہ ہو کوئی بات ہے جو تو بتا نہیں رہا۔ بول اُڈ‌پڑ جانے کیا ہے کس لئے جرح کرتی ہے تو

لے اب بات کرنا جرح کرنا ہوگیا۔

مگر اسی وقت ناصرہ کے سامنے رات میں مسجد کی کھوئی کے پاس سدراں کھڑی آ گئی۔ وے تیرا سدراں سے

سے کوئی آنکھ مٹکا تو نہیں ہو گیا

کیوں کیوں بولتی ہے ایسے ۔ کیا کہہ رہی ہے تو۔ داور نے ایکدم کرسی چھوڑ دی اور کاؤنٹر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ رات میں تُو تو نظر نہیں آیا پر سدراں مسجد کی کھوئی کے پاس کھڑی دیکھی میں نے۔

کھوئی کے پاس ؟ رات میں ؟ داور کا رنگ پیلا ہو گیا۔ کیا بات کرتی ہے تُو؟ وہ کیا کرے گی کھوئی کے پاس .... وہ بھی آدھی رات کو ۔

تو کیا جانے آدھی رات تھی؟ ناصرہ کے دل میں شک نے پھر سر اُٹھایا

خود ہی تو کہہ رہی تھی تُو۔

چل جا کھسماں نوں کھانیاں ادھی راتیں کا تو نام بھی نہیں لیا میں نے پر سچی سچی بتا تو کہاں تھا اور سدراں کا نام سن کر تیرے پران کیوں نکل گئے؟

داور کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلا اور ناصرہ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے تقریباً کھینچتا ہوا پچھلے کمرے میں لے گیا۔

ناصرہ کا دل حلق میں آ گیا۔ کیا کرتا ہے داور کوئی آ گیا تو کیا جواب دے گا تو اور میں کیا کہوں گی۔ رات میں بتی کھول دینا میں چھت پر آجاؤں گی۔ وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی

نہیں نہیں ایک بات ہے کہنے کی۔ بس چپ چاپ سن اور چپ ہی رہنا ، کسی سے کہنے کی نہیں ہے۔

وہ کیا ایسی بات ہے؟ اس کا دل ابھی بھی قابو میں نہیں تھا۔ اُسے ڈر تھا تو سب سے زیادہ اپنے پھوپھا کا ، آج کل وہ جب جی چاہتا منہ اُٹھا کر کہیں بھی چل دیتے تھے اور ہر ایک کو کڑی نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے۔ جانے کوئی بات ہی نہ اُڑ کر کان میں پڑ گئی ہوان کے۔

پچھلے کمرے میں پہنچ کر اُس نے پردہ اور بھی ہٹا کر کونے میں کر دیا اور اُسے لے کر پچھلی دیوار کی طرف چلا گیا تاکہ خود بھی دوکان پر نظر رکھ سکے اور کسی آنے جانے والے کو شک بھی نہ ہو

ہاں بول سدراں کا کیا قصہ کہہ رہی تھی تو۔

قصہ کیا کہوں گی ؟ میں تو خود سوچ رہی تھی کہ کل رات جب میں تیری اُڈیک لگا کے بیٹھی تھی تو مسجد کی کھوئی کے پاس میں نے سدراں کو کھڑے دیکھا تھا۔چاند کی روشنی نہ ہوتی تو شاید نہ پہچانتی مگر چاند عین کھوئی کے اوپر تھا اور وہ چرخی کی اوٹ لے کے کھڑی تھی۔ بس تھمبے کی طرح گڑی ہوئی .... اور پھر تو بھی تو غائب تھا جبھی تو پوچھ رہی ہوں تیرے سے ، تُو تو نہیں تھا رات میں اُس کے پاس؟

داور نے اپنے چوڑے ہاتھ کے پیالے میں ناصرہ کی ٹھوڑی کو سختی سے پکڑا اور اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ دیکھ ناصرہ سدراں غائب ہے فجر ویلے تائی حاجیو اُسے جگانے گئیں تو بستر خالی پڑا تھا پہلے سمجھیں شاید پھرنے گئی ہے، ابھی اُتر آئے گی پر جب آدھے گھنٹے تک بھی کوئی پتہ نہیں پریشانی شروع۔ تاؤ مُراد بھی مسجد سے واپس آ گئے پر تائی نے اُنہیں بتایا نہیں۔ تاؤ کام پر چلے گئے تو تائی نے مجھے بُلا بھیجا اور لگیں میرے سے پوچھنے سدراں کہاں ہے۔ مجھے کیا پتہ کہاں ہے؟ میرے سے پوچھ کر گئی ہو تو میں بتاؤں بھی۔ کہتی تھیں ترسوں شام بھی وہ ہماری طرف جانے کا کہہ کر نکلی تھی۔ تُو تو جانتی ہے وہ میرے پاس پڑھنے کیلئے آیا کرتی تھی پر اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ وہ اپنے اندر کا حال بھی مجھے بتاتی تھی۔

ناصرہ چُپ اُس کی صورت دیکھتی رہی۔

اب میں اس کا کیا کروں کہ وہ سوچتی ہیں میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہوں کیونکہ کل شام وہ ہماری طرف آنے کا کہہ کر گھر سے نکلی تھی اور دو گھنٹے کے بعد واپس آئی تھی۔ تائی جاجیو میری بات مانتی ہی نہیں کہ وہ نہ ہمارے گھر آئی نہ مجھے پتہ وہ کہاں گئی

ناصرہ نے اُس کا ہاتھ پرے ہٹا دیا۔ تو سدراں کو پڑھاتا تھا؟ یہ بات تو نے کبھی مجھے تو نہ بتائی

لو دسو !! تو اپنا سیاپا لے بیٹھتی ہے۔ داور ایک قدم اور اُس کی طرف بڑھ آیا۔ ناصرہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ تو جانتا ہے داور، پر چھپا رہا ہے۔ بول کیا جانتا ہے تو؟

بس اتنا جانتا ہوں کہ دو روز پہلے دکان پر آئی تھی اور مجھے ایک چٹھی دے کر چلی گئی تھی۔ خواہ مخواہ شک کر رہی ہے تُو۔

کہاں ہے وہ چٹھی؟ لا اِدھر دے میں بھی دیکھوں کیا تھا اُس میں۔

میں نے پڑھ کے پھاڑ دی تھی۔

داور تو میرے ساتھ کھیل کر رہا ہے؟ کیا تھا اس میں کہ وہ بھی بھول گیا۔

لکھا تھا میں اُس سے شادی کر لوں۔ داور نے باہر دکان میں دیکھتے ہوئے کہا

ناصرہ ایکدم پیچھے ہٹ گئی جیسے کسی نے دھکا دیا ہو۔

پھر؟ تیرے تاؤ کی بیٹی تو ہے ہی وہ .... کر لے۔ کون منع کرے گا تجھے۔ جواب کیا دیا تو نے؟

اوئے داور پُتر، ادھر آ کاکے ... دکان کی سیڑھیوں پر سے باؤ وارث کی کڑک دار آواز آئی۔ داور نے ناصرہ کو پیچھے دھکیل دیا اور آیا،آیا باؤ وارث۔ یہ ادھر سامان ٹھیک سے رکھ رہا تھا کہتا جلدی سے دُکان میں چلا گیا۔ ناصرہ سامان کے ڈبوں کی دیوار کے پیچھے چلی گئی۔ یہ سامان کا کمرہ تھا اور کسی کے ادھر آنے کی امید تو نہیں تھی مگر احتیاط کا تقاضا یہی تھا۔ کچھ دیر باہر سے آوازیں آتی رہیں۔ وارث کو جو چاہئے تھا وہ مل نہیں رہا تھا۔ آخر میں اس نے کچھ اور خریدا، دام کم کرائے اور چلا گیا۔

چل تو بھی پھُٹ ادھر سے۔ داور پھر ڈبوں کے پیچھے آگیا۔ ابھی پکڑی جاتی تھی۔ چل جا ورنہ مشکل ہو جائے گی۔ وارث باؤ کو تو چار دیا پر کوئی دوسرا سیانا ہوتا تو بہت کچھ نظر آجاتا اُس کو۔ داور نے پھر اُس کے بُرقعے کے اندر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔

ناصرہ نے اُس کے بڑھتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ بُرقعے کے اندر اُس کے بدن نے ایک جُھرجُھری لی اور بیدار ہو گیا۔ وہ اُس کے قریب آئی اور پورے بدن سے اُس کے ساتھ لگ کر الگ ہوئی اور باہر دُکان میں چلی گئی۔ دونوں ایکبار پھر اِدھر اور اُدھر کھڑے تھے۔ رات میں آئے گا؟ اُس نے سرگوشی کی۔

میں دیکھوں گا۔ سب اُس کے لئے پریشان ہیں، تب تک اگر کچھ اتہ پتہ نہ چلا تو .... دیکھو کیا ہوتا ہے!

پر یہ سدراں ادھی راتی کھوئی کے پاس کر کیا رہی تھی، یہی سوچتی ہوں میں رہ رہ کے

چج چج بتا ناصرہ تونے دیکھا تھا اُس کو؟ وہ پھر چمک گیا۔

ہاں دیکھا تھا، پر تیرا رنگ کیوں فق ہوجاتا ہے اُس کے نام پر؟ ناصرہ نے داور کی آنکھوں میں کچھ ڈھونڈنا چاہا۔ اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے داور جھوٹ بول رہا ہو، یا پتہ نہیں کیا۔ کوئی بات تھی جو وہ کسی دوسری بات کی جگہ کہہ رہا تھا

تیرا اور سدراں کا کوئی چکر تھا؟ سچ سچ بتا۔ میرا دل کہتا ہے کہ تو کچھ نہ کچھ جانتا ہے پر کسی وجہ سے قبولنا نہیں چاہتا۔ ہیں؟

اچانک ناصرہ کے منہ سے نکلا جس پر وہ خود بھی حیران رہ گئی کہ یہ بات اُس کے ذہن میں آئی کہاں سے۔ داور چپ اُس کی صورت دیکھتا رہا پھر ایکدم غصے میں آ گیا۔ تُو چلی جا یہاں سے اور آئندہ شکل نہ دکھانا مجھے۔ کیا سوچ کے تُو نے ایسا کہا ؟ مجھے پھنسانا چاہتی ہے ؟

اِ تنا تتا کیوں ہو رہا ہے ؟ تجھے تو ایسے غصہ آیا ہے جیسے میں نے کچھ سچ کہہ دیا ہو۔

داور نے جلدی سے اپنا آپ سمیٹا اور ہنسنے کی کوشش کرتا اُس کے بُرقعے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا۔

چل ہٹ ، دفعہ ہو۔ ناصرہ نے اُس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور پیچھے ہٹ گئی۔

او باجی جی۔ اچانک ، گلی سے اُٹھ کر اوپر دُکان میں آتی سیڑھیوں کے پاس سے ننکے کی آواز آئی

اُوٹپڑ جانے تُو اِدھر کِدھر ؟ ناصرہ جلدی سے آواز کی طرف مڑی ۔ دُکان کی پہلی سیڑھی پر ننکا کھڑا اُسے جلدی آنے کا اِشارہ کر رہا تھا۔

باجی جی جلدی چلو ، چاچا جانثار آئے تھے ہماری طرف ، آپ کا پوچھا تو میں نے کہہ دیا شاہدہ باجی کے پاس گئی ہیں،

ستیاناس! ننکےتو نے شاہدہ کو بتا دیا تھا؟

بس اُن کے آتے ہی میں شاہدہ باجی کے پاس بھاگا گیا اور کہہ دیا کہ اگر چاچا جانثار آئیں تو ناصرہ باجی جی کا کہنا ابھی ابھی گئی ہیں۔

میرا پیارا ننکا ... چل۔ وہ جلدی سے دکان سے نیچے اُتر گئی۔

ننکے میری بات سنتا جا۔ داور نے دروازے کے پاس آ کر ننکے کو آواز دی۔

ننکے نے سر موڑ کر داور کی طرف دیکھا ، ہُنہ کی آواز نکالی اور سر آگے کر لیا۔

ننکے میں تیرا سر توڑ دوں گا۔ داور نے غصے میں اونچی آواز میں کہا۔

سر توڑ دیاں غا ۔ بڑے آئے جے تھانیدار کِدروں۔ ننکے نے بھی اُسی انداز میں کہا پھر بُرقعے میں چُھپی ناصرہ کی طرف مڑا

باجی جی کُج بات کرنی ہے۔ پر اب تو آپ دوڑ کے گھار جاؤ کِدرے چاچے نثار سے نہ ملاقات ہو جائے۔

ننکے تُو میرا تراہ نہ نکال ، میں پہلے ہی کانپ رہی ہوں۔ بات کیا ہے؟

نہ باجی جی ، بس ابھی تو آپ گھار جاؤ جلدی سے۔ بس ایک بات ہے آپ کو بتانے کی ، ضروری بتانے کی ہے۔ میں راتی آواں غا کیدہ پڑھنے ، فیر بتاواں گا۔

کیا ہے ننکے کیوں ڈرا رہا ہے۔ اور سُن قائدہ بھول کے نہ آنا ورنہ پھوپھی اپنے کاموں میں لگا لیتی ہیں۔ کُچھ تھوڑا تو اتہ پتہ دے

او باجی جی آپ نہ مانو گی۔ لو سنو فیر ، سدراں باجی کا کُج پتہ نہیں کہاں گئی۔

وہ تو ابھی داور نے بتایا ہے

اور کیا بتایا؟ کُج بتایا ؟

نہیں۔ اور کیا بتائے گا؟

دساں غا دساں غا ہالی تو آپ دوڑ کے گھار جاؤ پہلے کہ چاچا جانثار آپ کو دیکھ لے۔

ناصرہ کا دِل حلق میں آ کر دھڑک رہا تھا۔ وہ جلدی سے اپنی گلی کا موڑ مڑی اور تیز تیز چلتی اپنی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی ، بُرقعہ

اُتار کر بغل میں دابا اور دبے پاؤں سیڑھیاں چڑھ گئی۔ پھوپھی رقیہ کے خراٹے سارے میں گونج رہے تھے۔ ناصرہ نے جلدی جلدی برقعے کا گولا بنایا اور پلنگ کے نیچے پھینک دیا اور تہ خانے میں اُتر گئی۔ دس منٹ بھی نہیں ہوئے ہونگے کہ پھوپھا جاثار تہ خانے کی پہلی سیڑھی پر نمودار ہوگیے۔ وہ اپنی میز پر کیمسٹری کی کتاب کھولے بیٹھی تھی، جانتی تھی کہ پھوپھا اُس پر نظریں جمائے کھڑے ہیں مگر اُس نے بھی کتاب سر نہیں اُٹھایا

بلّو ... آخر کار اُن کی بلغمی آواز آئی۔

ناصرہ نے سر اُٹھایا۔ جی پھوپھا جی

تُو کِدر گئی تھی؟

شاہدہ کے پاس۔

کیوں؟

ٹسٹ ہے کیمسٹری کا، اُس کے پاس سے نوٹس لینے گئی تھی۔

کیوں پھوپھا کیوں پوچھتے ہیں آپ؟

تیری پھوپھی کو بتا کر گئی تھی؟

وہ تو سو رہی تھیں۔

اُن کے جاگنے کا انتظار کرنا تھا۔ بہت جلدی میں تھی کیا؟

پھوپھا جی ٹسٹوں میں منٹ منٹ قیمتی ہوتا ہے۔ تیاری نہ کی تو فیل ہو جاؤں گی۔

کل ہے ٹسٹ؟

نہیں پھوپھا ٹسٹ تو اگلے ہفتے ہیں

میں نے پہلے تو اگلے ہفتے کیلئے ایک ہفتہ پہلے تیاری کرتے نہیں دیکھا تجھے۔

بس کریں پھوپھا، اب پڑھنے دیں مجھے، آپکو بتا تو دیا ہے۔ پتہ نہیں کیوں پیچھے پڑ گئے ہیں

ضروری ہے، پیچھے پڑنا بہت ضروری ہے۔ تیرے باپ کی امانت ہے تُو۔ جب تک اپنے گھر بار کی نہیں ہوجائے گی، میرے سینے پر بوجھ رہے گی تُو۔ دیکھ مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ آخری بات کہتے کہتے اُن کی آواز اور بھی بلغمی ہو گئی۔ پھر وہ مڑے اور چلے گئے۔ دو پل نہ گذرے ہوں گے کہ وہ پھر وہیں نمودار ہو گئے

بلّو تیری پھوپھی کا بُرقعہ کھونٹی پر کیوں نہیں؟

وہ زور سے ہنس دی۔ پھوپھا جی آپ کہاں جائیں گے بُرقعہ پہن کر ؟

ٹھیک سے جواب دے بلّو۔ اُن کی آواز میں سختی آ گئی۔

پھوپھا آج کیا کھا لیا آپ نے؟ میرے سے کیوں پوچھتے ہیں ، پھوپھی سے پوچھیں یا پھر میلے کپڑوں میں دیکھیں۔

وہ ہوں ہوں کرتے پھر چلے گئے۔ ناصرہ نے سینے میں اٹکی سانس آزاد کی اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ تھوڑی دیر میں اُس نے تہ خانے کے روشن‌دان سے پھوپھا کو جاتے دیکھا۔ سُرخ اینٹوں کی گلی میں اُن کے پیر بہت تیزی سے اُنہیں کہیں لئے جا رہے تھے۔ ناصرہ کو فکر ہونے لگی۔ کیا جانتے ہیں پھوپھا ؟ ضرور کچھ جانتے ہیں ۔ ناصرہ پھر اللہ سے وعدے کرنے لگی۔

پھر اُس نے کتاب زور سے بند کی اور نہانے کے لئے اُٹھ گئی۔ کوئی اور دِن ہوتا تو وہ وہیں کھڑے کھڑے کپڑے اُتار ، دوڑتی ہوئی غسل خانے میں گھس جاتی ، مگر آج نہیں..آج پھوپھا جانثار فوجدار بنے ہوئے تھے اور کچھ سمجھ میں نہیں آرہے تھے۔ وہ جانتی تھی داور اُسے اِس حالت میں دیکھ چکا ہے ، یہیں ، اِسی روشندان سے۔ اب وہ اور آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے بدن میں دوڑتی بجلیوں کی طاقت سے واقف تھی اور یہ سب اُسے اچھا بھی لگتا تھا مگر ابھی وہ زیادہ دور جانا نہیں چاہتی تھی۔

تنگ گلیوں میں ساتھ ساتھ جڑے گھروں کی چھتیں مشترک دیواروں اور منڈیروں سے بٹی ہوئی تھیں۔ اپنی چھت سے محلے بھر کی چھتوں پر آنا جانا کچھ مشکل نہیں تھا۔ منڈیروں کی اوٹ میں جسم بھی جلتے اور تاپنے والے آگ بھی تاپتے ، کبھی بات بہت آگے بڑھ جاتی تو کوڑے کے ڈھیروں پر چیتھڑوں میں لپٹے نوزائیدہ بچے کبھی زندہ کبھی مُردہ ، ملتے اور یہاں سے وہاں تک ہاہا کار ہو جاتی۔ کچھ عرصے کیلئے شعلے سرد پڑ جاتے ، لوگ ہاتھ تاپنا بھول کر سر جھکائے دبے پاؤں گلیوں سے گذرتے مگر کتنے دن؟ ہوتے ہوتے پھر وہی رونقِ بام ، وہی رات گئے منڈیروں کی کود پھاند!

ناصرہ نہا کر نکلی اور اوپر چلی گئی۔ پھوپھی مبارکہ چمٹے سے چولہے کی راکھ کرید رہی تھیں ناصرہ کو دیکھا تو پیڑھا پیچھے ہٹا کر بازو کی الماری سے گندھا رکھا آٹا نکالا اور چولہے کے پاس رکھ دیا ۔

لے ناصرہ میری دھی رانی پھلکے بنا ، تیرا پھوپھا آتا ہی ہوگا ویلے دویلے میں ۔

پھوپھی ابھی تو میں نہا کر نکلی ہوں اب پھر آگ کے سامنے بیٹھ جاؤں !!

چل چل ڈال روٹی ، میں تھک کے ٹوٹے ہوئی پڑی ہوں ۔ اتنا بھی نہیں کرے گی ؟

سارا وقت تو چولہے کے پاس بیٹھی خراٹے لیتی رہی ہیں اور کہتی ہیں تھک گئی۔ ناصرہ نے مُنہ بنا کر آٹے کی پرات اپنی طرف کھینچ لی۔ پہلی روٹی توے پر ڈالی ہی تھی کہ نِکا بھی پہنچ گیا۔ ناصرہ نے پرات پھوپھی کی طرف دھکیل دی۔

لو پھوپھی سنبھالو اپنا آٹا ، کالج کا کام ہے ٹسٹوں کی تیاری کرنی ہے۔ اب یہ نِکا بھی آگیا ہے قاعدہ لے کر ، چل نِکے ۔

کھانا بھی نہیں کھائے گی؟

آپ اور پھوپھا کھاؤ۔ میرے لئے رکھ دینا دِل کیا تو کھا لوں گی۔

دِل کیا تو کھا لوں گی ... کیا ہوا ہے تیرے دِل کو کڑیئے ؟

آج سارے ہی جھلّی ہو رہے ہیں۔ چل نِکے ۔ وہ دونوں آگے پیچھے تہ خانے کی طرف چلے گئے۔

نِکا قاعدہ میز پر رکھ کر بیٹھنے ہی والا تھا کہ ناصرہ نے روک دیا۔ نِکے تو سیڑھیوں کی طرف کمر کر کے بیٹھ ۔ پھوپھا ہلکے ہو رہے ہیں جانو کوئی جنور ہی نہ کاٹ گیا ہو۔ اور سُن آج سبق شبق نہیں ہو گا تو سچ سچ ساری بات بتا مجھے۔ بس سر نیچے کر کے بولتا جا اور قاعدے پر اُنگلیاں پھراتا جا۔

چنگا باجی جی۔دونوں آمنے سامنے بیٹھے تو نِکے نے بھی قاعدہ کھول کر حروف پر انگلی رکھ دی۔

چل بولتا جا ہولی ہولی.... دیکھ ساری بات بتا مجھے اور شروع سے بتا۔

دیکھو باجی جی آپ کو بتانا نہ ہوتا تو آتا ہی کیوں۔ لو سنو فیر باجی سِدراں کل رات سے نہیں ہیں۔ صبح سویرے میں اوپر مٹی پر تھا۔ رات کے باسی چاول ، باجی بی بی نے کہا چھت پر ڈال دو ، چڑیاں کوے کھا لیں گے کسی کے ہولی ہولی رونے کی آواز آئی جھانک کے دیکھیا تواُن کی چھت پر تایا حولدار اور چھوٹی تائی ایک ہی منجی اُپر بیٹھے تھے۔ تائی ہاتھ مل مل کے رو

رو رہی تھی اور تایا دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے ہوئے تھا۔ میں وہیں دیوار کے ساتھ لگ کے بیٹھ گیا دیکھوں بات کیا ہے۔ تائی صبح میں سِدراں باجی کو اُٹھانے گئی تو چادر کے نیچے دو تکیے پڑے تھے اور سِدراں باجی غائب۔ دونوں پریشان کس سے پوچھیں کس کو کہیں اور کِدھر ڈھونڈیں۔ میں تو باجی جی مُنہ پہ ہاتھ رکھ کے ہولی ہولی پوڑیاں اُتر گیا ۔

سِدراں کا غائب ہونا تو داور نے بتا دیا تھا۔

اور کچ نہیں بتایا آپ کو ؟

اور کیا بکے تو بجھارتیں کیوں لے کے بیٹھ گیا ہے سچ سچ بتا ساری بات کیا ہے ۔ یہ سوال جواب تُو پہلے بھی کر چکا ہے ۔

سِدراں باجی دو راتیں پہلے مسجد کی کھوئی کے پاس کھڑی دیکھی تو میں پچھیا کیوں کھڑی ہیں بس وہ تو رونے لگیں پھر ساری بات بتا دی ۔ میں تسلی دے کے اُن کو گھار چھوڑ آیا۔

بات کیا بتائی تجھے؟

باجی جی آپ صبر کرو ناں ۔ دساں غا ساری بات دساں غا ۔ بس فیر کیا تھا دوسرے دِن میں اُن کو ڈاکدرنی کے پاس لے گیا

وہ کیوں ؟ ناصرہ کے کان کھڑے ہو گئے کِس لئے لے کر گئے ڈاکٹر کے پاس؟ نکے میں تیرا بھیجا پھوڑ دوں گی ۔

صبر باجی جی آپ کو کچ پتہ نئی آپ بھی مشکل میں نہ پڑ جانا۔

سِدھی سِدھی بات کر نِکیا خاہ مخواہ میرے پران نہ اُڑا۔ ڈرامے باز !!

سِدراں باجی کہنے لگی اُن کو ڈاکدرنی کے پاس ضروری جانا ہے ، ہ۔وہ بھی عورتوں کی ڈاکدرنی کے پاس ... بس میں لے گیا اُن کو ۔ وہ تو دروازہ کھول کے اندر چلی گئیں اور میں دُکان کے باہر دیوار کے ساتھ لگ کے کھڑا ہو گیا۔ آدھے گھینٹے سے وہ ڈاکدرنی باہر آئی اور لگی مُبائل پہ باتیں کرنے۔ میں نے تو باجی جی اتنا ہی سُنا کسی کو بتا رہی تھی گشتی پیٹ سے ہے ، آپ کے پاس بھیج رہی ہوں کج میں نے سبق پڑھایا ہے کج آپ سکھا دینا ، بہت ضرورت ہے شہروں کی صفائی کی

کیا مطلب شہروں کی صفائی کی ضرورت ہے

میں کیا جانوں باجی جی۔ بس فیر باجی سِدراں باہر آگئی ... ادھے رستے میں کہتی ہیں بسوں کا اڈا کِدر ہے اُن کو دوسری ڈاکدرنی کے پاس بھیجا ہے۔

یہ سارے کرتوت کرتا پھرا ہے تُو پر سِدراں کی ماں کو نہ بتایا ؟ یہ سیاپا تو نہ پڑتا

نِکا قاعدے پہ اُنگلی رکھ کے چُپ بیٹھ گیا

چُپ کیوں بیٹھ گیا ہے ، آگے پھٹ

کل وہ کب نِکل کے چلی گئیں کج پتہ نہیں

اُس ڈاکٹرنی کے پاس جانا تھا

گیا تھا پہ وہ کہتی ہے وہ کیا جانے ، مُنہ کالا کرکے آجاتی ہیں اور کہتی ہیں بچہ گِرا دوں ۔ اللہ کو مُنہ دکھانا ہے آخر !!

میں نے تو ڈانٹ کے گھار بھیج دیا تھا۔

اور وہ جو سُنا تھا تو نے کہ کسی کے پاس بھیج رہی تھی ؟

وہ تو کج نہیں مانتی ۔ کہنے لگی مُجھے پولیس میں دے دے گی ۔ بس میں تو ڈر کے بھاگ آیا۔ کہتی تھی پولس اُس کی بات مانے گی یا ایک برتن مانجھنے والے کی

اُس کو کیا پتہ ٹُو برتن مانجھتا ہے

نِکّے نے جلدی سے قاعدے سے ہاتھ اُٹھا کر میز کے نیچے کر لئے

کوئی بات ہے جو تو بتا نہیں رہا ۔ کیا چُھپا رہا ہے ٹُو جگو جانے

کیا بتاواں ؟ بچہ داور کا ہے

کیا؟ کیا کہا ٹُو نے؟ ناصرہ کو یوں لگا اُس کے سر کے اندر اندھیرا ہو گیا ہو

آپ نے جو سُنا باجی جی میں نے وہ ہی کہا ہے ے وہ پھر قاعدے کے حروف پر اُنگلی پھرا نے لگا۔

میں کہہ رہی ہوں ، میں ... تو ہوش میں ہے نِکے؟ بکواس کرے جائے گا ٹُو؟

میں یہ ہی تو بتانا چاہتا تھا آپ کو ناصرہ باجی جی۔ داور اچھا بندہ نہیں مُحلے کی اور لڑکیوں کے ساتھ بھی گُڈیاں چڑھا رہا ہے وہ

میں کہتی ہوں بکواس نہ کر نِکے

آپ کو غصہ آرہا ہے ؟ آتا رہے میرا فرض بنتا ہے آپ کو بتانا۔ سِدراں کے بعد آپ کو بتانا ضروری تھا

کیوں ؟ میں تیری ماں لگتی ہوں ؟ سوچ سمجھ ختم کر دینے والے غصے میں ناصرہ نے نِکے کے ، بولنے کے نئے انداز کو سُن لیا مگر ابھی جانے دیا۔

آپ کہہ لیں جو بھی آپ کا دِل کرتا ہے۔ آپ سِدراں بنا چاہتی ہیں تو آپ کی مرضی ۔ میں راستہ چھوڑ دوں گا ۔ آپ جانتی ہیں مُحلے کے سارے لڑکے سب جانتے ہیں ۔ داور آپ سے ملنے کے بعد کے بعد ایک ایک بات مُحلے کے لڑکوں کو بتاتا ہے ، کہتا ہے میرا دِل بھر جائے تو پھر تم لوگ مزے کرنا

ناصرہ کے اندر کا کھولتا ہوا غصہ اُبل کر باہر آگیا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھی ، تیز تیز چلتی کمرے کے دوسرے حصے تک گئی پھر اُسی طرح چلتی واپس آئی اور ایک زور کا تھپڑ نِکے کے مُنہ پر مارا پھر اُس کے سامنے بیٹھ کر دونوں ہاتھ مُنہ پر رکھ کر رونے لگی۔

کیا ہے ؟ کیا ہے ؟ اچانک پھوپھا جاثار تہ خانے کی سیڑھیوں پر نمودار ہو گئے

کُچ نئیں چاچا سبک یاد نئیں تھا۔ ناصرہ بی بی جی گُسے میں آگئی ہیں ۔ بہت تتی ہیں گُسے کی...

تو یاد کیوں نہیں کرتا ٹُو اپنا سبق ، اِس کے پاس بھی فالتو وقت ہے کیا ؟

چاچا میں کیا کراں غا ، سارا دِن تو باجی بی بی کے برتن مانجھنے میں لگ جاتا ہے ۔نِکا پھر سے نِکے کی زبان بول رہا تھا

ناصرہ بیٹی نِکے کا بھی کیا قصور ... چل جان دے غصہ ، پڑھا اِس نِکے کو ، کچھ سیکھ جائے گا تو فائدہ ہی ہو جائے گا اِس کا ۔ تجھے تو کچھ لینا دینا ہے نہیں اُنہوں نے ایک کڑی نظر ڈالی دونوں پر اور چلے گئے

ناصرہ نے دوپٹے سے مُنہ پونچھا ۔ اچھا تھا کہ پیٹھ سیڑھیوں کی طرف تھی ورنہ پھوپھا جان کو آجاتے اگر اُس کے آنسو دیکھ لیتے ۔

پھر اِس کے بعد دونوں خاموشی کے ساتھ قاعدہ بیچ میں رکھ کر سبق دُہرانے لگے ۔ بیچ میں کسی وقت ناصرہ کی آواز بھرّا جاتی تو تھوڑی دیر کے لئے چُپ ہو جاتی ۔ اِس دوران نِکا سر جھکائے قاعدے کے الفاظ پر اُنگلیاں پھراتا رہتا مگر نِکّہ اُٹھا کر ناصرہ کی طرف دیکھتا نہیں ۔ سبق ختم ہو گیا ۔

کل آواں غا باجی جی یا کہو نہ آواں ؟ آپ جو بھی کہو نِکا وہ کرے گا۔ نِکا قاعدہ ہاتھ میں لئے سر ایک طرف ڈالے

ناصرہ نے سامنے کھڑے ، بے ڈھنگے حلیئے والے بیس بائیس برس کے لڑکے کو غور سے دیکھا ۔

کون ہو تُم ؟ گلے میں پھنستی ہوئی آواز میں اُس نے پوچھا

میں کون باجی جی ؟ میں نِکا ، ہور کون !!

نہیں ۔ بولو کون ہو تم؟ تھوڑی دیر پہلے تم اپنا راستہ بھول گئے تھے ۔

نِکے نے غور سے ناصرہ کی آنسوؤں سے بھیگی آنکھوں کی طرف دیکھا پھر ایک گہری سانس ، سینے میں کب سے بند تھی ، آزاد کی۔

آپ فکر نہیں کریں آپ پہ آنچ نہیں آنے دونگا

کون ہے تُو ؟ ناصرہ نے ایک بار پھر پوچھا ۔

آپ کے لئے اِتنا ہی کافی ہونا چاہئے اور بس۔

سِدراں کہاں ہے ؟ کہاں لے کے گیا تھا تُو اُس کو ؟

آپ فکر نہ کریں ۔ اللہ بڑا پروردگار ہے ۔ گناہ بخش دے گا اُس کے ۔ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ جو کام کیا تھا اُس نے اُس کے بعد اُس کے پاس جینے کے لئے رہ ہی کیا گیا تھا ۔ ماں باپ کی بدنامی ؟ اب اللہ معاف کر دے گا اُس کے اِس گناہِ کبیرہ کو ۔ ہمارے ماحول کو صفائی کی ضرورت ہے۔

داور ؟

آدمی ذات ہے

ناصرہ نے دونوں ہاتھ مُنہ پر رکھ دیئے ۔ نِکے نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں خوف تھا ، ڈر اور اندیشے تھے غیر یقینی تھی۔

آپ کو کچھ نہیں ہونے دونگا ۔ پھر اونچی آواز میں پھوپھا پھوپھی کو سُنانے کے لئے کہا ... فیر باجی جی میں کل آواں گا ۔ اور قائدہ ہاتھ میں سنبھالے دھڑ دھڑ سیڑھیاں چڑھ گیا ۔ ناصرہ نے فرش پر بیٹھ کر دونوں گھٹنے پیٹ سے لگا کر دونوں ہاتھوں کے حلقے میں اُنہیں کس لیا اور کانپتے بدن سے آگے پیچھے جھولنے لگی ۔ اوپر نِکا پھوپھا پھوپھی سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہا تھا۔ پھر اُس نے دو بار اللہ حافظ ، اللہ حافظ کہا اور ڈیوڑھی میں اترتی سیڑھیاں ایکبار پھر دھڑ دھڑ اُتر تا ، چلا گیا ۔

....